اولیاء اللہ کی زندگی میں ان کی کرامات

اولیاء اللہ کی کرامات کتاب و سنت سے ثابت ہیں ۔ ان کا انکار جائز نہیں ہے۔علماءِ کرام نے فرمایا ہے: ان کا انکار کرنے والے فاسق اور بدعتی ہیں کیونکہ ان کرامات کے دلائل قطعی ہیں۔

اتفاقی قاعدہ یہ ہے کہ جو امر ایک نبی کے لئے معجزۃً جائز ہے وہ چیز ایک ولی سے کراماتاً جائز ہے کیونکہ معجزہ کا خالق ہی کرامت کا خالق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دعوؤں کی تصدیق ہے اور انکار کرنے والے پر برہان کی اقامت ہے۔ جو ذات نبی کو معجزہ عطا فرماتی ہے وہی ذات ولی کو کرامت عطا فرماتی ہے تا کہ بندوں کو معلوم ہو کہ اس کے محبوبوں کی اس کے ہاں کیا قدر و منزلت ہے کہ ان کے لئے عادت میں تبدیلی واقع ہوتی ہے اور وہ کام ایک انسان کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ ہر کرامت جو ایک ولی کے ہاتھ سے ظاہر ہوتی ہے یہ فی الحقیقت اس نبی کا معجزہ ہوتا ہے جس کی امت سے وہ ولی ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے وہی فضل عظیم کا مالک ہے۔

یہ کرامات چونکہ اچھے حسب و نسب والوں اور علم و عبادت والوں کو عطا ہوتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ...... ﴾

القرآن الحکیم ال عمران ۳:۷٤

ترجمہ: جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے۔

تا کہ کوئی بھی ان کے استحقاق کا دعوی نہ کرے۔ یہ کرامات اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہوتی ہیں ان سے صادقین کی تائید ہوتی ہے۔ اس میں بنیاد اللہ تعالیٰ کی قدیم عنایت ہے۔ جس کے لئے یہ عنایت سبقت کر جائے اسے ہی ہدایت کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ یہی توفیق اصطفائیت کی علامت ہے۔ چونکہ کرامت کا صدور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا

ہے اور اس کے لئے کوئی چیز بھی ناممکن نہیں ہے نہ ہی وہ کسی فوق العقل اور خارق العادت چیز کو پیدا کرنے یا معدوم کرنے سے عاجز ہے۔

قرآنِ حکیم میں وارد ہونے والی کرامات

اللہ تعالیٰ نے آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ کے حق میں ارشاد فرمایا۔ یہ سیدنا داؤد بن سلیمان علیہ السلام کے ایک فرماں بردار امتی تھے۔ یہ صدیقین میں سے تھے۔

﴿ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ...... ﴾

القرآن الحکیم النمل ٢٧:٤٠

ترجمہ : اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا (اجازت ہو تو) میں اسے آپ کے پاس لے آتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے۔

یہ پلک جھپکنے میں یمن سے شام میں ملکہ بلقیس کا تخت لے آئے۔

مجھے نہیں معلوم کہ کرامات کا انکار کرنے والے قرآن حکیم کی اس آیت کے بارے کیا کہتے ہوں گے۔

اصحاب کھف کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا ﴾

القرآن الحکیم الکھف ١٨:٢٥

ترجمہ : اور (اہل کتاب کہتے ہیں کہ) وہ ٹھہرے رہے اپنے غار میں تین سو سال اور زیادہ کئے انہوں نے (اس پر) نو سال۔

پھر ارشاد فرمایا:

﴿...... وَ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ق وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ ط لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴾

القرآن الحکیم الکھف ١٨:١٨

ترجمہ : اور ہم ان کی کروٹ بدلتے رہتے ہیں (کبھی) دائیں جانب اور (کبھی) بائیں جانب اوران کا کتاان کی دہلیز پر اپنے دونوں بازو پھیلائے بیٹھا ہے۔ اگر تو انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے منہ پھیر کر بھاگ کھڑا ہو اور تو ان کے (منظر) کو دیکھ کر ہیبت سے بھر جائے۔

پھر ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِذِاعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۞ وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ط ذٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ ...... ﴾

القرآن الحکیم   الکھف ۱۸:۱۷_۱٦

ترجمہ : اور جب تم ان (کفار) سے اور ان معبودوں سے جن کی یہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں، سے الگ ہو گئے ہو تو اب غار میں پناہ لو تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت (کا دامن) پھیلا دے گا اور تمہارے لئے تمہارے اس کام میں آسانیاں مہیا فرما دے گا اور تو سورج کو دیکھے گا کہ جب وہ ابھرتا ہے تو وہ ان کی غار سے دائیں جانب ہٹ کر گذرتا ہے اور جب وہ ڈوبتا ہے تو وہ بائیں طرف کتراتا ہوا ڈوبتا ہے اور وہ ایک کشادہ جگہ غار میں (سو رہے) ہیں۔ (سورج کا) یوں (طلوع و غروب) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔

اصحابِ کہف کا کھانے اور پینے کے بغیر 309 قمری سال تک سوئے رہنا ، دائیں اور بائیں کروٹیں بدلتے رہنا تاکہ ایک پہلو زخمی نہ ہو جائے، 309 سال تک ان کے کتے کا کلائیاں بچھا کر بیٹھے رہنا، ان پر اطلاع پانے کا ارادہ کرنے والے پر ان کا رعب و دبدبہ پڑ جانا، غار میں ان کا پناہ لینا، اتنی لمبی مدت تک لوگوں کا ان سے بے خبر رہنا، سورج کا طلوع اور غروب کے وقت دائیں اور بائیں طرف مڑ جانا، اس قدر لمبے عرصے کے بعد ان کا بیدار ہونا تاکہ لوگ ان کے بارے پوچھیں، لوگوں کا ان کے بارے باخبر ہونا تاکہ وہ

جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا دوبارہ زندہ کرنے کا وعدہ سچا ہے۔ جھٹلانے والوں پر ان کے اس لمبے عرصے تک سوئے رہنے اور بیدار ہونے سے برہان کا قائم ہونا، ان کے وصال کے بعد لوگوں کا وہاں مسجد تعمیر کرنا تا کہ اس میں ان کے قریب اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں کیونکہ وہاں پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا نزول ہے اور ان کی حقیقی تعداد سے اکثر کا لاعلم رہنا، یہ سب کچھ ان کی کرامات سے ہے۔

سیدنا خضر علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کے رسول **سیدنا موسیٰ** علیہ السلام کے ساتھ کرامات واقع ہوئیں۔ یہ عادت کے موافق نہ تھیں۔ یہ ایسے پوشیدہ علوم و معارف تھے کہ **سیدنا موسیٰ** علیہ السلام کی عقلِ کامل بھی انہیں قبول نہ کر سکی۔ یہ نفس الامر میں حق کے مطابق تھے مگر ان عقلوں کو حیرت زدہ کر دیا اور مضبوط لوگوں کو ایک طرف کھڑا کر دیا۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تمنا کی کہ کاش **سیدنا موسیٰ** علیہ السلام صبر کرتے حتیٰ کہ (**سیدنا خضر** علیہ السلام) ہمیں مزید اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور اولیاء اللہ کے حیرت انگیز علوم دکھاتے۔

اسی طرح ایک نیک شخص **سکندر ذوالقرنین** رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے۔ ان کی نبوت میں اختلاف ہے مگر ان کی ولایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ان کو ساری زمین میں تمکن عطا فرمانا کرامت ہے اور اپنی ساری بادشاہی میں پختہ قدم رکھنا کرامت ہے۔ ان کو ہر چیز عطا کرنا اور اپنی ہر مراد تک پہنچنے کی سبیل عطا کرنا، کرامت ہے۔ ان کی تائید کرنا حتیٰ کہ یہ سورج غروب ہونے کی جگہ پر پہنچ گئے، کرامت ہے ان کے کام کا آسان کرنا حتیٰ کہ یہ سورج نکلنے کی جگہ پہنچ گئے، کرامت ہے اور ان کا ایسی عظیم دیوار کا بنانا اور مضبوط رکاوٹ کھڑی کرنا کہ جو زمین میں فساد بپا کرنے والوں کے لئے حجاب ہو، کرامت ہے۔ ان کے شرف کے بیان میں اللہ تعالیٰ کا یہی قول کافی ہے۔

﴿ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ ﴾

القرآن الحکیم الکھف ١٨:٨٦

ترجمہ: ہم نے کہا: اے ذوالقرنین!

اس میں آپ کی قدر و منزلت کی بلندی کا بیان ہے اور یہ بیان ہے کہ انہوں نے کوئی کام اللہ تعالیٰ کے الہام کے بغیر نہیں کیا۔ یہ ملہمین اور محدثین میں سے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے پردہ کے پیچھے سے کرامتاً اپنی قدرت کا اظہار فرمایا:

جیسے اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کو فرمایا:

﴿ وَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴾

القرآن الحکیم   مریم ۱۹:۲۵

ترجمہ: اور اپنی طرف کھجور کے تنے کو ہلاؤ۔ تم پر پکی ہوئی کھجوریں گرنے لگیں گی۔

یہ تازہ کھجوروں کا موسم نہ تھا۔ نہ ہی یہ کھجورں کے درختوں پر کھجوریں لگنے کا وقت تھا۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ یہ بالکل خشک کھجور تھی۔ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر تھا کہ آپ کو بغیر کھجور کے درخت کے کھجوریں عطا فرما دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی اکثر عادت یہ ہے کہ پردہ کے پیچھے سے اپنی قدرت ظاہر فرماتا ہے اور اس پردے کو سبب بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کھجور کے خشک تنے کو ہلانا تازہ کھجوروں کی ایجاد کا سبب بنا دیا۔

عدم سے کسی چیز کو ایجاد کرنا بھی کرامات کی اقسام سے ہے۔ جیسے سیدنا عیسی علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے بنی اسرائیل پر خوان اترتا تھا۔ یہ کن فیکون کے قبیل سے تھا۔ ان کو نہ کوئی ہاتھ بناتا تھا نہ کوئی آگ پکاتی تھی۔ نہ یہ اس قبیل سے تھا کہ کسی تھوڑی چیز میں برکت حاصل ہو جائے بلکہ یہ عدم سے ایجاد کا معجزہ تھا۔ ہر وہ چیز جو نبی کے لئے معجزتاً ہو سکتی ہے وہ ولی سے کرامتاً بھی ہو سکتی ہے۔

سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کو عالم غیب سے جو رزق ملتا تھا، یہ بھی کرامت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

﴿ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ لا وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ج قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ط قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾

القرآن الحکیم   ال عمران ۳:۳۷

ترجمہ : جب بھی زکریا مریم کے پاس عبادت گاہ میں جاتے تو ان کے پاس کھانے کی چیزیں موجود پاتے۔(ایک بار) بولے :اے مریم! یہ تمہارے لئے کہاں سے آتا ہے؟ مریم بولیں :یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

آپ نے اس کلام کا اضافہ فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ﴾

ترجمہ : بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

اس سے بتلادیا کہ یہ کرامت آپ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

یہ کرامت۔۔۔۔۔۔عدم سے ایجاد۔۔۔۔۔۔کن فیکون کے قبیل سے ہے۔

اولیاءاللہ کی کرامات کے ثبوت میں یہ قرآن حکیم کے دلائل تھے۔

احادیث میں اولیاء اللّٰہ کی کرامات کے ثبوت میں دلائل

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کو جاسوسی کے لئے روانہ کیا۔ان پر سیدنا عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔یہ چلے۔جب یہ عسفان اور مکہ کے درمیان الھَدَاۃ پر تھے۔ ھذیل کے ایک قبیلہ بنو لحیان کو پتہ چلا۔ان کے تقریباً ایک سو شخص نکلے۔ان کے تقریباً دو سو تیرانداز نکلے......انہوں نے اس قافلہ پر تیر پھینکے اور سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ کو قتل کردیا۔تین شخص خبیب ، زید بن دثنہ اور ایک اور شخص ان کی طرف عہد اور میثاق کے ساتھ آئے۔جب انہوں نے ان پر قابو پالیا تو اپنی کمانوں کی رسیوں کو کھولا اور ان تینوں کو باندھ دیا اور باقی سات لوگوں کو انہوں نے باندھ کر قتل کردیا۔

ان تینوں میں سے ایک نے کہا یہ پہلا غدر ہے۔ بے شک ان مقتولوں میں میرے لئے اُسوہ ہے۔انہوں نے اس کو بھی قتل کردیا۔یہ خبیب اور زید بن دثنہ کو لے

گئے ان دونوں کو واقعہ بدر کے بعد بیچ دیا۔ حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا. سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کو غزوۂ بدر میں قتل کیا تھا۔ جب یہ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے لگے۔ تو حارث کی ایک بیٹی کہنے لگی:

اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے خبیب سے اچھا قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے ایک دن دیکھا کہ خبیب اپنے ہاتھ سے انگوروں کے ایک خوشہ سے کھا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے اور مکہ میں کوئی پھل نہ تھا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے یہ رزق خبیب کو دیا تھا

الصحیح البخاری ، کتاب الجهاد و السیر ٣٠٤٥

یہ انگور اسی طرح تھے جس طرح سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کو عالمِ غیب سے اللہ تعالیٰ رزق عطا فرماتا تھا۔

اسی طرح کا واقعہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا۔ جسے محمد عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

اصحابِ صفہ بہت ہی تنگدست لوگ تھے۔ ایک بار تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو، وہ تیسرے کو لے جائے۔ جس شخص کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے کو لے جائے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تین لوگوں کو لے آئے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم جو بھی لقمہ اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے اس سے بڑا پیدا ہو جاتا تھا۔ سب لوگ سیر ہو گئے مگر کھانا پہلے سے زیادہ ہو گیا۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو اپنی رفیقۂ حیات سے فرمایا:

اے بنو فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟

انہوں نے عرض کی: میری آنکھوں کی ٹھنڈک! یہ تو پہلے سے بھی تین گنا زیادہ

ہے۔انہوں نے کھایا اور تاجدارِ کائنات ﷺ کو بھی پیش کیا۔

الصحیح البخاری ، المناقب ٢٥ الصحیح للمسلم ، اشربہ ١٧٦

یہ قصہ بخاری میں ہے۔

اسی طرح سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا۔آپ مدینہ طیبہ میں جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔آپ نے فارس کے شہر نہاوند میں مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کو دیکھا۔دشمنوں نے پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ کیا۔اگر یہ پہاڑ پر چڑھ جاتے۔تو مسلمانوں کو شکست ہوتی اور وہ انتہائی نقصان اُٹھاتے۔اس وقت مسلمان فوج کے امیر ساریہ بن حصن تھے۔اور کہا گیا ہے کہ ابنِ زنیم تھے۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منبر پر ہی خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلْجَبَل يَا سَارِيَه !

ساریہ نے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی آواز سن لی اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔اس طرح مسلمان کامیاب ہوئے اور کافروں کو شکست ہوگئی۔

حجة اللّٰه على العلمين ، ٦١٢

اس روایت میں دو کرامتیں ہیں۔ایک مہینہ سے زیادہ مسافت سے دیکھنا اور اتنی دور سے سنانا۔

سیدناعمر بن عاص رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر نے سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا۔دریائے نیل میں ہر سال ایک کنواری خوبصورت لڑکی ڈالی جاتی ہے تو وہ چلتا ہے ورنہ وہ رکا رہتا ہے۔

سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا۔

اَلْاِسْلَامُ يَجُبُّ مَا قَبْلَهٗ

اسلامی پہلی غلط رسموں کو مٹا دیتا ہے۔

پھر ان کی طرف ایک پرچہ لکھا بھیجا اس پر لکھا ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے بہت مہربان، بہت رحمت والا!

عبد الله عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دریائے نیل کی طرف!

اے دریا اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں ہے اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نام سے چل۔

آپ نے حکم دیا کہ اس پرچہ کو دریا میں ڈال دیا جائے۔ سیدنا عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے یہ پرچہ ڈالا۔ دریا چل پڑا اور اس بار دس ہاتھ پانی زیادہ تھا۔ پھر یہ قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔

حجة الله على العلمين ، ٦١٢

یہ بہت بڑی کرامت ہے۔ اس کے ساتھ کئی جانوں کو زندگی عطا ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خوبصورت قدرت ظاہر کی کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، ہر چیز نے اس کی فرماں برداری کی۔

اسی قبیل سے ہے کہ ایک شخص راستہ میں ایک عورت کے پاس سے گذرا وہ عورت اسے بھلی لگی۔ وہ نظریں چرا چرا کر اسے دیکھنے لگا۔ جب وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ نے فرمایا:

مَا بَالَ اَقْوَامٌ يَدْخُلُوْنَ عَلَيَّ وَعَلٰى عُيُوْنِهِمْ اَثَرُ الزِّنَا .

ترجمہ : اس قوم کا کیا حال ہوگا۔ وہ میرے پاس آتے ہیں اور ان کی آنکھوں پر زنا کا اثر ہوتا ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ عِبَادًا يَعْرِفُوْنَ النَّاسَ بِالتَّوَسُّمِ

مجمع الزوائد ، ١٠ : ٢٦٨ تفسير ابن كثير ، ٤ : ٤٦١

تفسير الطبرى ، ١٤ : ٣٢ الدر المنثور ، ٤ : ١٠٣

اللآلی المصنوعه ، ٢ : ١٧٧ مسند الشهاب ، ١٠٠٥

کنز العمال، ۳۰۷۳۲ اتحاف السادة المتقین، ٦:٥٤٥
مسند بزار، تذکرۃ الموضوعات للفتنی، ۱۹٥
السلسلة الصحیحه للالبانی، ۱٦۹۳

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے بندے لوگوں کو نشانات سے پہچان لیتے ہیں۔

اسے حکیم اور بزار نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

شیخ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

عزیزی نے کہا:

یہ لوگ اپنی فراست سے لوگوں کے ضمائر اور احوال سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔

امام مناوی نے ارشاد فرمایا:

یہ لوگ شہود کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہیں تو ان کے بصائر سے پردہ اٹھتا ہے اور یہ لوگوں کے اندر کے حالات جان جاتے ہیں۔

روایت ہے کہ غزوۂ خیبر کے دن تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَاُعْطِيَنَّ الرَّأْيَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدِهٖ لَيْسَ بِفَرَارٍ

الصحیح البخاری، الجهاد ۱۰۲ الصحیح للمسلم، فضائل الصحابه ۳٤

ترجمہ: کل ضرور میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔ وہ ہرگز فرار ہونے والا نہیں ہے۔

ابو رافع مَولٰی رسول اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، ہم ساتھ تھے۔ آپ جب قلعے کے قریب آئے تو قلعے کے لوگ باہر آئے، آپ نے ان کو قتل کیا۔ ایک یہودی نے آپ پر وار کیا ڈھال آپ کے ہاتھ سے گر گئی۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قلعے

کے پاس پڑے ہوئے ایک دروازہ کو اٹھالیا۔ اور اسے ڈھال کے طور پر استعمال کرنے لگے۔ وہ دروازہ لوہے کا تھا۔ وہ دروازہ آپ کے ہاتھ میں ہی رہا۔ آپ لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمادی۔ فارغ ہونے کے بعد آپ نے اسے ہاتھ سے کمر کے پیچھے پھینک دیا۔ وہ دروازہ 80 بالشت تھا۔

ابو رافع رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں نے دیکھا کہ 7 آدمی اسے الٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آٹھواں میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ مگر وہ دروازہ نہیں الٹتا۔

- سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

انہوں نے اس کے بعد تجربہ کیا۔ 40 آدمی بھی اسے نہیں اٹھا سکے۔

بیھقی کی روایت ہے:

70 آدمی اکٹھے ہوئے۔ ان کی کوشش تھی کہ واپس اس دروازہ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا جائے۔

شرح المواقف میں ہے:

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

مَاخَلَعْتُ بَابَ خَيْبَرَ بِقُوَّةٍ جِسْمَانِيَّةٍ وَلٰكِنْ بِقُوَّةٍ اِلٰهِيَّةٍ

ترجمہ: میں نے خیبر کا دروازہ جسمانی قوت سے نہیں اکھاڑا تھا۔ یہ میری الٰہی قوت تھی۔

اسے حافظ ابنِ حجر نے الصواعق المحرقہ میں بھی ذکر کیا ہے۔

نہروان کے دن سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے خوارج کو قتل کرنے کے لئے ان کا پیچھا کیا جب نہروان میں لشکر کے ساتھ ملے تو ان کے اصحاب نے انہیں کہا:

شاید وہ گذر چکے ہیں۔ ہم ان کا پیچھا کرتے ہیں۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ نہیں گذرے۔ میں ان کی قتل گاہیں اس جگہ دیکھ رہا ہوں۔

تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ خوارج وہاں آ گئے۔ آپ نے ان کو وہاں قتل کیا اور وہیں ان کی قتل گاہیں بنیں جہاں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔

یہ کرامت تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے ملحق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غزوۂ بدر کے دن ارشاد فرمایا تھا:

میں ان کافروں کی قتل گاہیں یہاں دیکھ رہا ہوں۔

امام علامہ بدرالدین حسین بن الصدیق بن حسین بن عبدالرحمن الاهدل نے اپنی کتاب مجلس زهر الرياض وتحف القلوب المراض میں حکایت فرمایا ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سیاہ شخص لایا گیا۔ لوگوں نے کہا:

اس نے چوری کی ہے۔

آپ نے اس سے پوچھا:

کیا تو نے چوری کی ہے؟

اس نے جواب دیا:

ہاں! سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

باہر نکلا تو اس کا سامنا سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

آپ نے پوچھا:

تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟

اس نے جواب دیا:

اہلِ ایمان کے امیر، دین کی قوت، دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ فاطمة الزهراء رضی اللہ عنہا کے شوہر نے۔

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا:

انہوں نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے۔

اس نے عرض کی:

ہاں! انہوں نے میرا ایک ہاتھ کاٹ کر مجھے آخرت کے دردناک عذاب سے بچالیا۔

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو بتادی۔ آپ نے حبشی کو بلایا، اس کا کٹا ہوا ہاتھ کٹی ہوئی جگہ پر رکھا، اور رومال سے لپیٹ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ وہ اس کے ہاتھ کو لوٹا دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس کٹے ہوئے بازو کو صحیح کر دیا۔

آپ کی کرامات بہت زیادہ ہیں۔ ان کو مسعودی اور دوسرے اہل سیر اور تاریخ نے ذکر کیا ہے۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ کَشَفَ عَنِی الْغَطَا مَاازْدَدْتُ یَقِیْنًا

ترجمہ: اگر مجھ سے پردہ ہٹ بھی جائے تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہو۔

یہ بہت بلند کلام ہے۔ اس سے اونچا کوئی کلام نہیں ہے جو انکشافِ حقائق کی خبر دیتا ہے۔ یہ کیوں نہ ہو، تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم علم کا شہر ہیں اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی بارگاہِ رسالت سے ایک اندھیری رات میں آئے۔ ان کے سامنے دو چراغ تھے۔ جب وہ جدا ہوئے۔ تو ان کے ساتھ ایک ایک چراغ ان کے گھر تک رہا۔

اسے امام بخاری نے مختلف طرق سے روایت کیا ہے۔

بعض روایات میں ہے:

یہ دونوں صحابی سیدنا اُسَیُد بن حُضَیر ﷛اور سیدنا عباد بن بشر ﷛ تھے۔

سیدنا جابر بن سَمُرَہ ﷛ سے روایت ہے۔

اہلِ کوفہ نے سعد بن ابی وقاص ﷛ کی سیدنا عمر بن خطاب ﷛ سے شکایت کی آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔

اے ابو اسحاق! بے شک یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے............ یہاں تک کہ راوی نے کہا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص ﷛ نے قاصد کے ساتھ ایک مرد یا چند مرد بھیجے تا کہ وہ اہل کوفہ سے ان کے بارے پوچھے۔ وہ قاصد ہر مسجد میں گیا۔ لوگوں سے پوچھا۔ لوگوں نے سعد بن ابی وقاص ﷛ کی تعریف کی۔ جب یہ بنو قیس کی مسجد میں گئے۔ تو ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس کا نام اسامہ بن قتادہ تھا۔ اور کنیت ابو سُعدَہ تھی۔ یہ کھڑا ہو کر کہنے لگا:

سعد سریہ میں نہیں جاتے، برابر تقسیم نہیں کرتے اور مقدمات میں عدل نہیں کرتے۔

سیدنا سعد ﷛ نے کہا:

اللہ ﷻ کی قسم میں تین دعائیں کروں گا۔

اے اللہ تعالیٰ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے۔ ریا کاری اور دکھلاوے کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ تو اس کی عمر دراز کر، اس کے فقر کو لمبا کر اور اسے فتنوں میں مبتلا کر۔

سیدنا جابر بن سمرۃ ﷛ کہتے ہیں:

میں نے بعد میں اس شخص کو دیکھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی بھنویں گر گئی ہیں مگر راستے میں لڑکیوں کو ملتا ہے تو انہیں آنکھیں مارتا ہے۔ جب اس سے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے:

میں ایک فتنہ زدہ بوڑھا شخص ہوں مجھے سعد کی بددعا لگی ہے۔

الصحیح البخاری ، اذان ۹۵ ۔

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اروی بنت اوس، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے اپنا جھگڑا مروان بن الحکم کے پاس لائی۔ اس نے دعوی کیا کہ سعید نے ان کی کچھ زمین لے لی ہے۔

سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔

کیا میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد اس کی زمین لے سکتا ہوں۔

مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طَوَّقَ اللّٰهُ اِلٰى سَبْعِيْنَ اَرَضِيْن

الصحیح البخاری ، بدء الخلق ۲ الصحیح للمسلم ، مساقات ۱۳۷

ترجمہ : جس شخص نے ظلم سے ایک بالشت جگہ بھی لی اللہ تعالیٰ اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالے گا۔

مروان نے کہا:

میں اس کے بعد آپ سے کوئی شہادت طلب نہیں کرتا۔

سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر اور اس کی زمین میں قتل کر۔

مرنے سے پہلے وہ عورت اندھی ہوگئی۔ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک دن وہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔

الصحیح للمسلم ، مساقات ۱۳۹

مسلم میں محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت ہے۔

آپ نے اسے اندھا دیکھا کہ دیواریں ٹٹولتی پھرتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھے سعید کی بددعا

لگی ہے۔جس زمین کے بارے اس کا جھگڑا تھا اس پر واقع ایک کنویں سے گذری، اس میں گری اور مرگئی۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضروری نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کی دعا فوراً قبول ہو۔ کبھی ایک عرصہ کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نبی کی دعا ہوتی ہے۔

سیدنا موسی علیہ السلام اور سیدنا ھارون علیہ السلام نے فرعون کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا:

﴿ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعَآنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم یونس ۱۰:۸۹

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری دعا قبول کر لی گئی پس تم ثابت قدم رہو اور ہرگز اس طریقہ پر نہ چلنا جو جاہلوں کا (طریقہ) ہے۔

یعنی ان نادان لوگوں کا راستہ نہ تلاش کریں جو چاہتے ہیں کہ ان کی دعا فوراً قبول ہو جائے۔ان کی دعا کی قبولیت کے 40 سال بعد فرعون ہلاک ہوا۔عظمت جلدی میں نہیں ہے۔عظمت تو قبولیت میں ہے۔جس وقت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے نہ کہ اس وقت جس میں بندہ چاہتا ہے۔

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے جب بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ فرماتے ہیں بے شک میں اس طرح گمان کرتا ہوں تو اسی طرح ہو جاتا تھا جیسے وہ گمان کرتے تھے۔

الصحیح البخاری مناقب الانصار ۳۵

یہ اس لئے تھا کہ اہل کشف محدث اولیاء اللہ سے تھے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَّكُ فِيْ

اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ.

الصحیح البخاری ، فضائل اصحاب النبی ٣٦٨٩

الصحیح للمسلم ، فضائل الصحابه ٢٣

ترجمہ : بے شک تم سے پہلے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے۔ اگر کوئی میری امت میں ہے تو وہ عمر ہے۔

یہ سیدہ عائشہ ﷺ سے بھی روایت ہے۔

ابن الوھب نے فرمایا: محدث وہ لوگ ہیں جن پر الہام ہوتا تھا۔

اور اس اعتبار سے کہ آپ ﷺ کی امت آپ کی اتباع میں خیر الامم ہے، تاجدارِ کائنات ﷺ خیر الانبیاء ہیں اس لئے آپ ﷺ کی امت کے محدث پہلی امتوں کے محدثین سے افضل ہیں۔ اور آپ کی امت کے صدیقین پہلی امتوں کے صدیقین سے افضل ہیں۔

اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہی ہیں۔

سیدنا ابو ھریرہ ﷺ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایک شخص جنگل میں جا رہا تھا۔ اس نے ایک بادل سے آواز سنی۔ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر۔ وہ بادل ایک طرف ہو گیا۔ اس نے ایک جگہ اپنا پانی انڈیل دیا۔ نالیوں میں سے ایک نالی نے وہ سارا پانی سمیٹ لیا۔ اس شخص نے اس پانی کا پیچھا کیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہے اور وہ شخص اپنے پھاوڑے سے پانی کو گھیر رہا ہے۔

اس شخص نے اس سے پوچھا۔ اے اللہ ﷻ کے بندے! تیرا کیا نام ہے۔

اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا۔

اس شخص نے پوچھا: آپ میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو؟

اس نے جواب دیا: میں نے اس بادل سے آواز سنی تھی کہ اس شخص کے باغ کو سیراب کرو۔ تم بتاؤ کہ تم کیا کرتے ہو؟

اس شخص نے جواب دیا:

جب آپ یہ کہتے ہیں تو سنیں۔ میں اپنی پیداوار کا انتظار کرتا ہوں۔ ایک تہائی کو صدقہ کر دیتا ہوں۔ ایک تہائی میں اور میرے گھر والے استعمال کرتے ہیں اور ایک تہائی کی پھر بجائی کر دیتا ہوں۔

الصحیح للمسلم ، زھد ٤٥

اس حدیث میں دو کرامتیں ہیں۔ ایک سننے والے کی اور ایک باغ والے کی۔ دونوں ہی اولیاء اللہ سے تھے۔ اپنے ولی کے باغ کو سیراب کرنے کی عنایت اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کی نگرانی کرنے کے قبیل سے ہے۔ اس کا پہلے بھی اس کے باب میں ذکر گذر چکا ہے۔

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین بچوں نے پنگھوڑے میں کلام کیا۔

عیسی ابن مریم علیہ السلام، صاحبِ جُرَیج اور............

جریج ایک عبادت گذار شخص تھا۔ اس نے ایک عبادت گاہ بنا رکھی تھی اس میں عبادت کرتا تھا ایک دن اس کی ماں اس کے پاس آئی۔ اس وقت وہ نماز ادا کر رہا تھا۔

اس نے آواز دی: اے جریج!

جریج نے کہا: اے میرے پروردگار! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے۔ وہ نماز کی طرف متوجہ رہا اور اس کی ماں واپس چلی گئی۔

دوسرے دن وہ پھر آئی۔ جریج نماز ادا کر رہا تھا۔ اس نے آواز دی: اے جریج!

جریج نے کہا: اے میرے پروردگار! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے وہ نماز کی طرف متوجہ رہا۔

اس کی ماں نے کہا: اے اللہ! اسے نہ مار یہاں تک کہ بدکار عورتوں کے چہروں کو دیکھے۔

بنو اسرائیل میں جریج اور اس کی عبادت کا خوب چرچا ہوا۔ اس وقت ایک بدکار عورت تھی جو اپنے حسن میں بے مثال تھی۔ اس نے لوگوں سے کہا: اگر تم چاہو تو میں جریج کو فتنہ میں مبتلاء کر دوں۔ اس بدکار عورت نے خود کو جریج پر پیش کیا۔ مگر اس نے بالکل ادھر توجہ نہ کی۔ ایک چرواہا اس عبادت گاہ کے قریب ریوڑ چراتا تھا۔ وہ بدکار عورت اس کے پاس آئی۔ اس چرواہے کو بدکاری کی دعوت دی۔ اس نے بدکاری کی۔ یہ بدکار عورت اس چرواہے سے حاملہ ہوگئی۔ جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا: یہ جریج کا بچہ ہے۔ بنو اسرائیل نے سنا تو وہ جریج کی عبادت گاہ میں آئے۔ اس کو نیچے اتارا۔ اس کی عبادت گاہ کو گرادیا اور اسے پیٹنا شروع کر دیا۔

جریج نے ان مارنے والوں سے پوچھا: تمہیں کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: تو نے اس بدکار عورت سے زنا کیا اور اس کے ہاں تجھ سے بچہ پیدا ہوا۔

جریج نے کہا: وہ بچہ کہاں ہے؟

بنو اسرائیل اس بچے کو لے آئے۔ جریج نے کہا مجھے چھوڑ و تا کہ میں نماز ادا کر لوں۔ نماز سے فارغ ہو کر جریج بچہ کے پاس آیا اور اس کے پیٹ میں کچوکا لگا کر کہا:

اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟

بچے نے جواب دیا: فلاں چرواہا۔

اب لوگ جریج کو عقیدت سے چومنے لگے اور اسے برکت کے لئے چھونے

بنو اسرائیل کہنے لگے: ہم آپ کے لئے سونے کی عبادت گاہ بنا دیتے ہیں۔
جریج نے کہا: نہیں تم مٹی کی ہی بنا دو۔ بنو اسرائیل نے دوبارا اس کی عبادت گاہ بنا دی۔
اسی طرح ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا۔ ایک شخص ایک خوبصورت تیز جانور پر سوار گذرا۔

ماں نے کہا:
اے اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح بنا۔
بچے نے پستان چھوڑا۔ اسی کی طرف متوجہ ہوا اور اسے دیکھا پھر کہا اے اللہ! مجھے اسی کی طرح نہ بنا۔ پھر بچہ اپنی ماں کا دودھ پینے لگا۔
گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تاجدارِ کائنات ﷺ اپنی شہادت کی انگلی منہ میں ڈال کر چوستے ہوئے بچے کے دودھ پینے کی حکایت فرما رہے ہیں۔
پھر کہا: وہ ایک لڑکی کے پاس سے گذرے۔ لوگ اسے پیٹ رہے تھے۔ اور ساتھ کہہ رہے تھے تو نے بدکاری کی۔ تو نے چوری کی۔ وہ لڑکی کہہ رہی تھی۔ مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔ اس بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ! میرے بچے کو اس طرح کا نہ بنانا۔ بچے نے پھر دودھ چھوڑا۔ اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ اے اللہ مجھے اس کی طرح بنا۔ یہاں ان دونوں کے درمیان بات چیت ہوئی۔
اس نے کہا کہ ایک خوبصورت شخص گذرا۔ میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس طرح کا بنا۔ تو نے کہا اے اللہ مجھے اس کی طرح نہ بنا۔ پھر ہم اس لڑکی کے پاس سے گذرے۔ لوگ اسے مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ تو نے زنا کیا تو نے چوری کی۔ میں نے کہا اے اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کو اس طرح کا نہ بنا تو نے کہا اے اللہ مجھے اس طرح کا بنا۔
بچے نے جواب دیا: وہ شخص ظالم تھا۔ میں نے کہا۔ اے اللہ مجھے اس کی طرح نہ بنا۔ اور جس لڑکی کو وہ لوگ کہہ رہے تھے۔ تو نے بدکاری کی۔ تو نے چوری کی۔ وہ بے گناہ

تھی۔پس میں نے کہا اے اللہ ﷻ مجھے اس کی طرح بنا۔

الصحیح البخاری ، انبیاء ٤٨ الصحیح للمسلم ، البر ٨

میں کہتا ہوں: اس حدیث میں دلیل ہے کہ سعادت دنیا کی عزت میں نہیں ہے بلکہ آخرت کی عزت میں ہے۔اور دنیا کی عزت کبھی بدبختی ہوتی ہے اور ایسی ذلت ہوتی ہے جس سے پناہ مانگی جاتی ہے جیسے کہ وہ مرد تھا۔اور بے شک دنیا کی رسوائی اور ذلت کے ساتھ جب ایمان، معرفت اور خوش بختی ہو تو وہ عزت ہوتی ہے۔

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

تاجدارِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا۔اس کا ایک جادوگر تھا۔جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا: میں بوڑھا ہو گیا ہوں ایک لڑکا میری طرف بھیج تاکہ میں اسے جادو سکھا دوں۔بادشاہ نے اس جادوگر کی طرف ایک لڑکا بھیجنا شروع کیا۔اس لڑکے کی راہ میں ایک راہب تھا۔لڑکا اس کے پاس بیٹھ گیا۔اس کی بات سنی۔پھر وہ لڑکا جب بھی جادوگر کے پاس جاتا۔راہب کے پاس سے گذرتا اور اس کے پاس بیٹھ جاتا۔جادوگر دیر سے پہنچنے کی وجہ سے اسے مارتا۔لڑکے نے راہب سے شکایت کی۔

راہب نے لڑکے کو سمجھایا: جب تجھے جادوگر کا ڈر ہو تو کہو مجھے گھر والوں نے روک لیا تھا۔اور جب تجھے گھر والوں کا ڈر ہو تو کہو مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔وہ اسی طرح کر رہا تھا کہ ایک دن اس نے دیکھا کہ راستہ میں ایک بہت بڑا موذی جانور ہے اور اس نے لوگوں کو روک رکھا ہے۔

لڑکے نے کہا: آج میں دیکھتا ہوں کہ جادوگر افضل ہے یا راہب۔

لڑکے نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا: اے اللہ! اگر تیری بارگاہ میں راہب جادوگر سے محبوب ہے تو اس جانور کو قتل کر تاکہ لوگ گذر جائیں۔پھر اس نے پتھر پھینکا۔وہ جانور مر گیا اور لوگ گذر گئے۔

لڑکا راہب کے پاس آیا۔ اسے سارے واقعہ کی خبر دی۔

راہب نے لڑکے سے کہا: اے بیٹے آج تو مجھ سے افضل ہے۔ تیرا مقام بہت اونچا ہو گیا ہے عنقریب تو آزمایا جائے گا۔ اگر تجھ پر آزمائش آئے تو میرا ہرگز نہ بتانا۔

لڑکا مادر زاد اندھوں اور کوڑھوں کو درست کرنے لگا۔ لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کرنے لگا۔ بادشاہ کے ایک مصاحب نے لڑکے کے بارے سنا۔ یہ اندھا ہو گیا تھا۔ یہ شخص بہت سارے تحفے لے کر لڑکے کے پاس آیا۔ اس سے کہنے لگا۔ اگر تو مجھے شفاء دے دے تو یہ سب کچھ تیرے لئے ہے۔

لڑکے نے کہا: میں کسی کو شفا نہیں دیتا۔ شفاء تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا اور وہ تجھے شفاء دے گا۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء عطا فرما دی۔ وہ بادشاہ کے پاس واپس آیا اور اسی طرح اس کے پاس بیٹھا جیسے بیٹھا کرتا تھا۔

بادشاہ نے اس سے سوال کیا: تیری بینائی کس نے لوٹائی ہے۔

اس نے جواب دیا: میرے پروردگار نے۔

بادشاہ نے پوچھا: کیا میرے علاوہ تیرا کوئی اور پروردگار ہے؟

اس نے جواب دیا: تیرا اور میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔

بادشاہ نے اسے پکڑ لیا اور اسے عذاب دیتا رہا یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا بتا دیا۔

لڑکا بادشاہ کے پاس لایا گیا۔

بادشاہ نے کہا: اے لڑکے مجھے پتہ چلا ہے کہ تو جادو سے مادر زاد اندھوں اور کوڑھوں کو تندرست کرتا ہے۔

لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفاء نہیں دیتا۔ شفاء تو صرف اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

بادشاہ نے لڑکے کو پکڑ لیا اور اسے عذاب دیتا رہا یہاں تک کہ لڑکے نے راہب کا بتا دیا۔

راہب سے کہا گیا: اپنے دین کو چھوڑ دو۔ راہب نے انکار کیا۔ بادشاہ نے ایک

آرا منگوایا۔ اس راہب کے سر کے درمیان رکھا اور دو حصوں میں چیر دیا۔

پھر لڑکے کو بلایا گیا اور اسے کہا گیا کہ اپنے دین سے لوٹ آؤ۔ لڑکے نے بھی انکار کیا۔ بادشاہ نے لڑکے کو اپنے لوگوں کے ساتھ بھیجا اور ان سے کہا کہ اس کو فلاں پہاڑ پر لے جاؤ۔ اسے لے کر پہاڑ پر چڑھو۔ جب اس کی چوٹی پر پہنچ جاؤ تو اگر یہ اپنے دین سے لوٹ آئے تو ٹھیک ورنہ اسے نیچے گرا دو۔ بادشاہ کے لوگ لڑکے کو اس پہاڑ پر لے کر چڑھے۔

اس لڑکے نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

اے اللہ! اگر تو چاہے تو ان سے مجھے کافی ہو جا۔

پہاڑ کانپا اور بادشاہ کے سارے لوگ پہاڑ سے نیچے گر گئے۔ یہ لڑکا چلتا ہوا بادشاہ کے پاس آیا۔

بادشاہ نے اس پوچھا: تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟

اس نے کہا: ان سے مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہو گیا۔

بادشاہ نے کچھ اور لوگ تیار کئے ان سے کہا: اس لڑکے کو کشتی میں بٹھاؤ۔ سمندر کے درمیان لے جاؤ۔ اگر یہ اپنے دین سے لوٹ آئے تو بہتر ورنہ اسے دریا میں پھینک دو۔

یہ لوگ اس لڑکے کو لے گئے۔ لڑکے نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

اے اللہ! مجھے ان سے کافی ہو جا۔

کشتی پھٹ گئی اور وہ سب لوگ ڈوب گئے۔ لڑکا پھر بادشاہ کے پاس آ گیا۔

بادشاہ نے پوچھا: تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا۔ لڑکے نے کہا۔ ان سے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہو گیا۔

لڑکے نے بادشاہ سے کہا:

تو اس وقت تک مجھے قتل نہیں کر سکتا جب تک اس بات پر عمل نہ کرے جو میں بتاؤں۔

اس لڑکے نے کہا:

لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر۔ مجھے کھجور کے سوکھے تنے پر سولی دے پھر میری ترکش سے ایک تیر لے تیر کو کمان میں رکھ۔ پھر کہہ: اللہ، لڑکے کے رب کے نام سے۔ پھر تیر چلا۔ اگر تو ایسا کرے گا تو مجھے قتل کر سکے گا۔ بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا۔ لڑکے کو درخت پر سولی دی۔ لڑکے کے ترکش سے ایک تیر نکالا۔ اسے کمان میں رکھا اور کہا۔ اللہ...... لڑکے کے رب کے نام سے۔ پھر تیر پھینکا۔ تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا۔ لڑکے نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر رکھا اور شہید ہو گیا۔

لوگوں نے کہا: ہم لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے۔

بادشاہ آیا تو اسے کہا گیا۔ جس سے تو ڈرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم وہی تیرے لئے واقع ہوا۔ تمام لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے چوراہوں پر خندقیں کھودنے کا حکم دیا۔ خندقیں کھودی گئیں ان میں آگ بھڑکا دی گئی۔ بادشاہ نے حکم دیا جو ایمان سے واپس نہ لوٹے اسے ان میں ڈال دیا جائے۔ وہ ایسا کرتے رہے۔ آخر میں ایک عورت آئی۔ اس کے پاس ایک چھوٹا بچہ تھا۔ وہ آگ میں کودنے سے ہچکچائی۔ وہ بچہ بول اٹھا:

امی جان! صبر کریں! آپ ہی حق پر ہیں۔

الصحیح للمسلم ، زهد ۷۳

اس حدیث میں صوفیاءِ کرام کے لئے بہت سے فائدے اور مضبوط قاعدے ہیں۔

1 ۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے قرب اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت سے حاصل ہوتا ہے۔ غلام کو حکم ملا تھا کہ جادو سیکھو مگر اللہ تعالیٰ نے اسے راہب کی طرف پھیر دیا۔ لڑکے کے دل میں پہلی بار ہی راہب کی سچائی اور جادوگر کا جھوٹ بیٹھ گیا۔ اس لئے وہ جادوگر کی مار پر صبر کرتا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت سے تھا۔ وہ راہب سے اس اذیت کی شکایت کرتا تھا جو اسے جادوگر دیتا تھا۔

2۔ طالبِ حق کو شیخ کی حاجت ہوتی ہے۔ جو اس کی تربیت کرے، اس کو ہدایت

دے اور اپنے اقوال اور افعال سے اللہ تعالیٰ کی راہ دکھائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے لڑکے کی راہب کی طرف راہنمائی کی اور اس راہب کو لڑکے کا شیخ اور مرشد بنایا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ صاحبِ عنایت کو شیخِ کامل اور انبیاءِ کرام کے ورثاء میں سے کسی پہنچے ہوئے کی بارگاہ میں لے جاتا ہے۔ یہ اسے معارف کی غذا دیتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ منزلِ کمال پر فائز ہو جاتا ہے

مرید پر لازم ہے کہ صدقِ دل سے شیخ کے افعال اور اقوال کی پیروی کرے۔ وگرنہ شیخ کی صحبت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اگر وہ پیروی میں سچا نہ ہو۔ جب وہ کامل ہو جائے تو شیخ کہتا ہے کہ اب تو ہے اور تیرا رب۔ اس وقت مرید بھی اپنے شیخ کی طرح تربیت اور ارشاد کا اہل ہو جاتا ہے۔

3۔ شیخ پر لازم ہے کہ مرید کو مشکلات کا حل بتائے۔ جیسے جب لڑکے نے راہب سے جادوگر کے مارنے کی شکایت کی۔ تو راہب نے اسے سمجھایا: اگر گھر والے پوچھیں تو کہہ دیا کر کہ مجھے جادوگر نے روک رکھا تھا اور اگر جادوگر سے خدشہ ہو تو کہہ دیا کر کہ مجھے گھر والوں نے روک رکھا تھا۔

4۔ مرید پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اگر اسے کوئی مشکل درپیش ہو تو اس کی شیخ سے شکایت کرے اور شیخ سے کوئی چیز نہ چھپائے۔ شیخ کو چاہیئے کہ وہ اسے اس کے نفع سے آگاہ کرے اور اس مشکل کو اس سے دور کرے۔

5۔ مرید پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ جو اس پر فضل فرمائے۔ اس سے اپنے شیخ کو باخبر کرے تا کہ شیخ جان لے کہ یہ کہاں پہنچا ہے۔ جس طرح لڑکے نے اس موذی جانور اور پتھر کے ساتھ اسے قتل کرنے سے راہب کو آگاہ کیا۔

6۔ کبھی تابع متبوع سے مرتبہ میں اعلیٰ بھی ہو جاتا ہے جیسے کہ یہاں ہے کہ راہب نے لڑکے سے کہا: آج تو مجھ سے افضل ہے۔

متبوع اگر نبی ہو تو پھر تابع کبھی بھی متبوع سے آگے نہیں ہو سکتا۔ مرید شیخ سے

افضل ہوسکتا ہے اگر اس کا شیخ اس وقت قطب الغوث الفرد نہ ہو۔ اگر اس پر بہت بڑی عنایت ہو اور یہ اپنے شیخ کے بعد بھی زندہ رہے تو ممکن ہے کہ اپنے شیخ کے مقام پر فائز ہو جائے۔ کیونکہ قطب الفرد یہ ایک وقت میں ایک ہی ہوتا ہے۔ یہ ایک قطب کے بعد دوسرا قطب قیامت کے قریب ولایت منقطع ہونے تک فائز ہوتا رہے گا۔

7۔ شیخ پر کبھی مرید کی حالت آخرا مرتک منکشف ہوتی ہے۔ جیسے کہ راہب نے لڑکے کو بتادیا کہ تجھے عنقریب آزمایا جائے گا۔

8۔ اولیاءاللہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کے علاوہ کوئی اور کام نہیں ہوتا کیونکہ وہ انبیاءِ کرام کے وارث ہوتے ہیں۔ انہیں بڑی بڑی قوتوں کے مالک ظالم بادشاہ بھی ان کی راہ سے موڑ نہیں سکتے۔ چاہے ان کو پیس دیا جائے، چیر دیا جائے۔ جو ذمہ داری انہیں اللہ تعالیٰ نے سونپی ہوتی ہے اس پر ڈٹے رہتے ہیں۔ کسی چیز کی پرواہ کرتے ہیں نہ کسی چیز سے متردد ہوتے ہیں۔

9۔ یہ منصب ...... انبیاء کرام کی وراثت کا جس کو بھی ملتا ہے اس کی ضرور مخالفت ہوتی ہے۔

10۔ انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام سے اہل دعوت کے سامنے بادشاہ، جابر، اور دولتمند متکبر کھڑے ہوتے ہیں۔ جب وہ لوگوں کو ان کی طرف متوجہ دیکھتے ہیں۔ وہ ان کو دین میں فساد ڈالنے والے قرار دیتے ہیں۔ لوگوں کو ان سے دور بھگانا چاہتے ہیں۔ یا وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بادشاہت کے طالب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جیسے **سیدنا موسی** علیہ السلام کی حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ ج اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴾

القرآن الحكيم . المومن ٤٠:٢٦

ترجمہ : اور فرعون نے (جھنجھلاکر) کہا: مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کردوں اور وہ (اپنی

مدد کے لئے) اپنے رب کو بلائے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ تمہارا دین نہ بدل دے یا ملک میں فساد نہ پھیلائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قَالُوْٓا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَ نَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ط وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴾

القرآن الحکیم یونس ۱۰:۷۸

ترجمہ : کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو تا کہ ہمیں اس (دین) سے ہٹا دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ اور صرف تم دونوں کے لئے سرزمین (مصر) میں بڑائی ہو جائے اور ہم لوگ تو تم کو نہیں مانیں گئے۔

ہر ایک شخص اپنی حیثیت سے کلام کرتا ہے۔ حالانکہ انبیاء اور اولیا ان کے ان گمانوں سے بہت دور ہوتے ہیں۔

11۔ اس سبب سے انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام پر بڑی کڑی آزمائشیں آتی ہیں مگر ان کے پاؤں ہرگز نہیں لڑکھڑاتے۔

12۔ ان کے ماننے والے بھی کبھی ان پر ایمان لانے کی وجہ سے آزمائے جاتے ہیں۔ جس کے دل میں ایمان پختہ ہو جائے وہ ہرگز متزلزل نہیں ہوتا۔ چاہے اسے آرے سے چیر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے۔ جیسے اس لڑکے کے ساتھی، **سیدنا موسیٰ** علیہ السلام کے ساتھی اور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب۔ ان میں سے بہت ساروں جیسے **سیدنا عمار بن یاسر** رضی اللہ عنہ ان کی ماں اور باپ، **سیدنا بلال** رضی اللہ عنہ، **سیدنا عبداللہ بن مسعود** رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابۂ کرام کو قریش نے شدید عذاب دیا۔ یہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔ ایمان اسی طرح ہوتا ہے جب یہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔

13۔ اہلِ عنایت کے دلوں میں اگر معمولی سی جھجک یا ہچکچاہٹ پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھنے کے لئے تا کہ ان کی موت باطل پر نہ ہو جہاں سے چاہے کرامت

ظاہر فرماتا ہے۔ چاہے بچے کی زبان سے کیوں نہ ہو۔ جو عادتاً بولنے کی عمر میں نہ ہو۔ یہ ان کی حفاظت اور اللہ ﷻ کی غیرت کے سبب سے ہوتا ہے جیسے کہ اس حدیث میں اس عورت کے ساتھ واقعہ پیش آیا۔

14۔ متقی لوگ اگر حق پر ثابت قدم رہیں تو عاقبت انہی کے لئے ہے اگر چہ وقتی طور پر باطل کو غلبہ حاصل ہو۔

15۔ جابر لوگ جب دلائل میں عاجز ہو جاتے ہیں اوران کی حجتیں نا کام ہو جاتی ہیں تو وہ جبر سے حق کو دبانا چاہتے ہیں۔ جس طرح کہ سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے ساتھ ہوا جب انہوں نے بتوں کو توڑا

﴿ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۞ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ق كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم　الانبیاء ٢١:٦٣-٦٢

ترجمہ : لوگوں نے پوچھا: اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟ فرمایا: بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ حرکت کی ہوگی۔ سو ان سے پوچھو اگر یہ گفتگو کی سکت رکھتے ہوں۔

انہوں نے جان لیا کہ سیدنا ابراھیم علیہ السلام کا کلام حق ہے۔
وہ جواب اور عذر تلاش کرتے ہیں۔ پس وہ کہنے لگے:

﴿ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ج لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم　الانبیاء ٢١:٦٥-٦٤

ترجمہ : (لاجواب ہو کر) اپنے دلوں میں غور کرنے لگے۔ پھر بولے بلاشبہ تم ہی زیاں کار ستمگار ہو۔ پھر وہ اوندھے ہو کر (اپنی سابقہ گمراہی کی طرف) پلٹ گئے اور کہنے لگے تم خوب جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں۔

﴿ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الانبیاء ۲۱:۶۷-۶۶

ترجمہ : آپ نے فرمایا: (نادانو!) کیا تم اللہ ﷻ کو چھوڑ کر ان (بے بس بتوں) کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ تمہیں ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ تف ہے تم پر نیز ان بتوں پر جن کو تم پوجتے ہو اللہ ﷻ کے سوا۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے؟

جب **سیدنا ابراھیم** علیہ السلام کی دلیل غالب آ گئی، ان کی حجت باطل ہوگئی اور ان کو کوئی جواب میسر نہ آیا۔

﴿ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴾

القرآن الحکیم الانبیاء ۲۱:۶۸

ترجمہ : (سب یک زبان ہو کر) بولے اس کو جلا ڈالو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو

عقلی دلائل سے ان کا رخ طاقت کی طرف ہو گیا۔

اسی طرح **فرعون** کا واقعہ ہے۔ جب **سیدنا موسی** علیہ السلام اس کے پاس آئے اور اسے اللہ ﷻ کی طرف دعوت دی۔

﴿ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾

القرآن الحکیم الشعراء ۲۶:۲۳

ترجمہ : فرعون نے پوچھا رب العالمین کی کیا حقیقت ہے؟

اللہ ﷻ کیا چیز ہے اور اس کی ماہیت کیا ہے۔ چونکہ مخلوق اللہ ﷻ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس لئے **سیدنا موسی** علیہ السلام نے اللہ ﷻ کا تعارف صفات کے ذریعے کروایا۔

﴿ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ط اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ قَالَ لِمَنْ

حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۞

القرآن الحكيم الشعراء ٢٦:٢٥-٢٤

ترجمہ : آپ نے فرمایا (رب العالمین وہ ہے جو) آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کا مالک ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ فرعون نے اپنے اردگرد بیٹھنے والوں سے کہا کیا تم سن نہیں رہے؟

اس کا جواب سوال کے مطابق نہیں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے سوال کر رہا ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے جواب دے رہا ہے۔

۞ قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۞ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۞

القرآن الحكيم الشعراء ٢٦:٢٧-٢٦

ترجمہ : آپ نے فرمایا وہ جو تمہارا بھی مالک ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی۔ فرعون بولا بلاشبہ تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یہ تو دیوانہ ہے۔

میں ان سے کچھ سوال کرتا ہوں اور یہ کچھ جواب دیتے ہیں۔

۞ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞

القرآن الحكيم الشعراء ٢٦:٢٨

ترجمہ : آپ نے فرمایا: جو مشرق ومغرب کا رب ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو۔

جب **سیدنا موسیٰ** علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی ایسی صفات بیان کیں۔ جسے عقل قبول کرتی ہے **فرعون** پہچان گیا کہ اب کوئی حجت باقی نہیں ہے۔

۞ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۞

القرآن الحكيم الشعراء ٢٦:٢٩

ترجمہ : اس نے (رعب جماتے ہوئے) کہا (یاد رکھو!) اگر تم نے میرے سوا کسی کو خدا

بنایا تو میں تمہیں ضرور قیدیوں میں داخل کر دوں گا۔

اب یہ قوت سے دبانے کی طرف آ گیا۔

یہی واقعہ اس لڑکے، راہب اور بادشاہ کے مصاحب کے ساتھ پیش آیا۔

16 ۔ بے شک نبی اور ولی جب سمجھتا ہے کہ یہ منشأ الہی ہے تو منشاء الہی کے سامنے جھکتے ہوئے، اس کا قرب چاہتے ہوئے، اس سے ملاقات کی خاطر قربانی دیتے ہوئے اور مصیبت کو برداشت کرتے ہوئے وہ خود کو اپنے دشمن کے سپرد کر دیتا ہے اور یہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اسی طرح **سیدنا زکریا** علیہ السلام، **سیدنا یحی** علیہ السلام، **سیدنا شعیا** علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ اسی طرح اس راہب اور بادشاہ کے مصاحب کے ساتھ ہوا۔

17 ۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا نبی اور ولی کبھی کبھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ دشمنوں کا شر ان سے دور ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ اس طرح بہت سارے انبیاءِ کرام جیسے **سیدنا ابرھیم** علیہ السلام، **سیدنا موسیٰ** علیہ السلام، **سیدنا ھارون** علیہ السلام **سیدنا عیسیٰ** علیہ السلام اور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا۔ اولیاءِ کرام میں اسی طرح اس لڑکے کے ساتھ ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان کا خود کو دشمن کے حوالے کرنا اور دشمن سے سلامت رکھنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہوتا ہے۔

18 ۔ وہ لڑکا جب بھی بادشاہ کے لوگوں سے بچا۔ بادشاہ کے پاس آیا اور بالکل نہ ڈرا اور نہ بھاگا اس سب کچھ کا مطلب اس ذمہ داری کو ادا کرنا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو سونپی ہو۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو ان کے سبب سے ہدایت عطا فرما دے۔ وہ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ حتی کہ اس نوجوان نے ایسی تدبیر کی کہ ساری قوم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئی۔ وہ اپنی ہلاکت کی پرواہ نہیں کرتے۔ جب ان کو معلوم ہو کہ ان کی ہلاکت کے نتیجے میں ان کا مقصود حاصل ہو جائے گا۔ وہ فقط اسی چیز سے محبت کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور پسند کرتا ہے۔

19 ۔ انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کبھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی

جانیں بھی قربان کر دیتے ہیں ۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری سے کوئی چیز نہیں روک سکتی ۔ نہ قتل نہ ہتک اور نہ لوٹ مار ۔

20 ۔ لڑکے نے بالآخر لوگوں کے ایمان کی مصلحت کی خاطر اپنی جان قربان کر دی ۔ یہی اولیاءِ کرام اور انبیاءِ عظام کا بڑا مقصد ہوتا ہے ۔ جس طرح کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے ۔ یہ لوگ منصب صدیقیت پر فائز ہوتے ہیں ۔ جو شہادت سے بڑا مرتبہ ہے ۔ صدیقیت سے بڑا مرتبہ صرف نبوت کا ہے ۔ ان پر کوئی مسلط نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا تو اس وقت تک مجھے قتل نہیں کر سکتا جب تک تو میرے حکم پر عمل نہیں کرے گا ۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آنکھ ہو چکا تھا اور جو اللہ تعالیٰ کی آنکھ ہو جائے ۔ اللہ تعالیٰ پھر اس کی ایسی حفاظت کرتا ہے کہ روئے زمین کی کوئی چیز بھی اس کا نقصان نہیں کر سکتی ۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے کان سے سنتا ہے اور اس کی آنکھ سے دیکھتا ہے ۔ اگر اللہ تعالیٰ ان سے ان کی ذات کی قربانی طلب کرے تو وہ لطف اندوز ہوتے ہوئے جان قربان کر دیتے ہیں ۔

21 ۔ تصدیق سعادت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے ۔ توفیق کے انوار میں سے ایک نور ہے ۔ عنایت کے اسرار میں سے ایک سِر ہے ۔ اس لئے جو شخص اس لڑکے پر اور لڑکے کے رب پر ایمان لایا اور تصدیق کی ، اسے ابدی کامیابی اور سرمدی عزت نصیب ہو گئی اور تکذیب کرنے والوں کو ایسی بدبختی ملی جس سے بڑی کوئی بدبختی نہیں ہے ۔ ایسی ذلت ملی جس سے بڑی کوئی ذلت نہیں ہے ۔ لہٰذا بادشاہ اور اس کے ان ہم نشینوں کو جو ایمان نہ لائے ، بدنصیبی اور رسوائی نصیب ہوئی جس طرح اس سے پہلے ابلیس کو ملی تھی اور یہ عدمِ توفیق ہے ۔

22 ۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت محض اس کا فضل اور رحمت ہے ۔ یہ کسی ایسے سبب اور علت سے نہیں ہوتی جو بندے کی طرف سے آگے بھیجی گئی ہو ۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے ۔ وہی فضل عظیم کا مالک

ہے۔

کبھی بندے کی طرف سے کوئی علم، کوئی عمل، کوئی شرف، کوئی نسب بھی نہیں ہوتا مگر وہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے شاد کام ہوتا ہے۔ عنایت جس کے لئے سبقت کر جائے اسے ہدایت نصیب ہو جاتی ہے۔ جس طرح اس لڑکے کو نصیب ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ ﴾

القرآن الحکیم المائدہ ٥:٥٤

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کی محبت سبقت کرتی ہے تو یہی بندے کی محبت کا سبب بن جاتی ہے۔ یہی اس کے لئے علت ہوتی ہے۔

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے نقصان اور نفع خاص اپنے لئے ہی بنایا ہے۔ جس کو وہ ہدایت عطا فرمائے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

پاک ہے وہ ذات جو اپنی ذات صفات اور افعال میں یکتا ہے۔ اس کے تصرفات میں اس کی مخلوق میں سے کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جب کسی سے محبت کرے تو اسے اپنی طرف ایسے کھینچتا ہے کہ وہ سراسر اس کی فرماں برداری کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جیسے الشیخ احمد بن ناصر ابن بنت المیلق نے قصیدۃ السلوک الی ملک الملوک میں کہا ہے۔

وَالْجَذْبُ اَخْذَةُ عَبْدٍ بَغْتَةً بِيَدَیْ عِنَايَةٍ نَحْوَ اَمْرٍ لَيْسَ يَنْوِيْهِ

جذب بندے کو اپنی عنایت کے دونوں ہاتھوں سے اس امر کی طرف کھینچنا ہے جس کی بندہ نیت بھی نہیں رکھتا۔

اس حدیث پاک نے اہل عنایت، حق الشیخ، حق المرید، جملہ کرامات اور آداب

تصوف کو جمع کر دیا ہے۔اور اللہ ﷻ ہی زیادہ جانتا ہے۔

سیدنا ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

میں نے تاجدارِ کائنات ﷺ کو فرماتے سنا۔

تم سے پہلے لوگوں سے تین شخص سفر پر نکلے۔ رات بسر کرنے کے لئے انہوں نے ایک غار میں پناہ لی۔ وہ اس غار کے اندر داخل ہوئے۔ پہاڑ کے اوپر سے ایک چٹان گری اور اس نے غار کا دہانہ بالکل بند کر دیا۔

وہ کہنے لگے۔ یہاں سے نکلنے کی ایک ہی سبیل ہے کہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کریں۔

ان میں سے ایک شخص نے کہا:

اے اللہ ! بے شک میرے والدین بہت بوڑھے تھے۔ میں ان سے پہلے اپنے اہل وعیال کو کبھی بھی کھانا نہ کھلاتا تھا۔ایک دن درختوں کی تلاش مجھے دور لے گئی۔ میں شام کو گھر لوٹا تو وہ میرے آنے سے پہلے سو چکے تھے۔ میں نے ان کو جگانا بھی پسند نہ کیا اور ان سے پہلے اپنے اہل وعیال کو دودھ پلانا بھی مناسب نہ جانا۔ میں اپنے ہاتھ میں دودھ کا پیالہ لئے صبح تک ان کا انتظار کرتا رہا۔ رات بھر بھوکے بچے میرے پاؤں میں لوٹتے رہے۔ وہ از خود بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنا شام کا دودھ پیا۔

اے باری تعالیٰ ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا کے لئے تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔

چٹان دہانہ سے تھوڑی سی ہٹ گئی مگر ابھی نکلنا ممکن نہ تھا۔

اب دوسرے شخص نے کہا:

اے اللہ ! میری ایک چچازاد بہن تھی۔ لوگوں میں وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔

ایک روایت میں ہے:

میں اس سے اس طرح شدید محبت کرتا تھا جس طرح مرد عورتوں سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے اسے گناہ کی دعوت دی مگر اس نے انکار کر دیا۔ پھر ایک سال اس پر مشکل آیا۔ وہ میرے پاس آئی۔ میں نے اس کو 120 دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میرے ساتھ تنہا ہو گی۔ اس نے یہ شرط مان لی۔ جب میں نے اس پر قابو پالیا۔

اور ایک روایت میں ہے۔

میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا۔

وہ کہنے لگی۔

اللہ تعالیٰ سے ڈر اور مہر کو ناحق نہ کھول۔

میں اس سے جدا ہو گیا حالانکہ وہ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے جو دینار اسے دیئے وہ بھی اس سے واپس نہ لئے۔

اے باری تعالیٰ! اگر یہ سب کچھ میں نے تیری رضاء کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔

چٹان تھوڑی سی اور ہٹ گئی مگر اب بھی اس غار سے نکلنا ممکن نہ تھا۔

اب تیسرا شخص آگے بڑھا اور کہنے لگا:

اے اللہ! میں نے ایک بار مزدور لگائے۔ میں نے تمام لوگوں کو ان کی اجرت دے دی۔ صرف ایک شخص اجرت لئے بغیر چلا گیا۔

اس کی اجرت بڑھتی رہی۔ یہ بہت زیادہ مال میں تبدیل ہو گئی۔ وہ شخص ایک مدت کے بعد آیا اور کہنے لگا:

اے اللہ کے بندے! میری اجرت مجھے ادا کر۔

میں نے اسے کہا:

یہ اونٹ، گائیں، بھیڑیں، بکریاں اور غلام جو تجھے نظر آ رہے ہیں یہ سب تیرا اجر ہے۔

وہ مزدور کہنے لگا:

اے بندۂ خدا! میرا مذاق نہ اڑا۔

میں نے کہا:

میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔

اس مزدور نے اپنا سارا مال لے لیا اور پیچھے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔

اے باری تعالیٰ! اگر یہ سب کچھ میں نے تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمیں اس مشکل سے نجات عطا فرما۔ وہ چٹان مکمل طور پر منہ سے ہٹ گئی اور وہ چلتے ہوئے باہر نکل گئے۔

الصحیح البخاری ،الانبیاء ٥٣ حدیث ٣٤٦٥

کرامات طاعات کا ثمرہ ہوتی ہیں۔ کیا اولیاء اللہ سے اہل عنایت کے علاوہ کسی کو ایسی طاعت کی توفیق مل سکتی ہے؟

ابن الحجر اور دوسرے علماءِ کرام نے ارشاد فرمایا:

جب طاعات سے توسل جائز ہے جو اعراض ہیں تو طاعات کرنے والی ذوات سے توسل بدرجۂ اَولیٰ جائز ہے کیونکہ یہ طاعات کے محل ہیں اور طاعات ان کی صفات ہیں۔ عرض تو بنفسہ قائم ہی نہیں ہوتی۔ یہ جوہر کی طرح نہیں ہو سکتی جو قائم بالذات ہوتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

ان لوگوں پر تعجب ہے جو قلیل چیز میں برکت کی کرامت اور معجزہ کو ممکن سمجھتے ہیں مگر معدوم کی ایجاد کے منکر ہیں۔ حالانکہ قلیل میں برکت ڈالنے والا اور معدوم کو موجود کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی ولی ہے۔ جیسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے خوان بنی اسرائیل پر اترتا تھا۔ یہ کُنْ فَيَكُوْنُ کے قبیل سے تھا۔ یہ نہ کسی ہاتھ نے بنایا تھا اور نہ کسی آگ نے پکایا تھا۔ نہ ہی یہ کسی قلیل چیز میں برکت تھی۔ بلکہ یہ معدوم سے موجود کا معجزہ تھا۔

اسی طرح وہ رزق جو سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کو دیا جاتا تھا۔ یہ بھی معدوم سے موجود کی کرامت تھی۔ اسی طرح مکہ میں اسیری کے دنوں میں سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو انگوروں کا ملنا تھا۔ یہ تمام روایتیں اس شخص کا رد ہیں جو کہتا ہے معجزہ اور کرامت میں صرف قلیل چیز میں برکت ہوتی ہے۔ یہ کبھی بھی اِیجَاد مِنَ العَدَم کے درجہ کو نہیں پہنچتی۔ اگر یہ لوگ ان افعال کو انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کو ان معجزات اور کرامات کا خالق سمجھتے ہیں، تو ایسا عقیدہ رکھنے والے مشرک ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق نہیں ہے۔ اگر وہ ان افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کسی چیز سے بھی عاجز نہیں۔ ایجاد ہو، اعدام ہو یا قلیل چیز میں برکت ڈالنا ہو۔

یہ فیضان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر رہتا ہے اور یہ کیسے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی زبان پر فرماتا ہے:

﴿ اَنّٰی لَکِ هٰذَا ط قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾

القرآن الحکیم　　ال عمران ۳:۳۷

ترجمہ: یہ تمہارے لئے کہاں سے آتا ہے؟ مریم بولیں: یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

وہ ذات ایسا رزق جسے چاہے گی اسے ہمیشہ سے عطا فرماتی رہی ہے اور فرماتی رہے گی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے نیک بندے رہے، اس میں نقص واقع نہیں ہوگا۔ کون اللہ تعالیٰ اور اس کے تصرفات میں حائل ہو سکتا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمیشہ صدق اور تصدیق سے شاد کام رکھے کیونکہ یہی توفیق کی سب سے بڑی علامت ہے۔